توبہ کے فوائد وثمرات

مفتی محمد شعیب
جامعہ الصفہ کراچی

انسان کی رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے عقل عطا فرمائی اور یہ عقل، غور وفکر، سوچ اور جستجو سے انسان کو رہنمائی کے لئے نت نئے طریقے سکھاتی ہے۔ اور بار بار اللہ تعالیٰ انسان کو غور وفکر کی دعوت بھی دیتے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو دنیا کی تمام چیزیں چاہے بحری ہوں یا برّی، جماداتی ہوں یا نباتاتی، حیوانی ہوں یا جناتی، غرض ہر چیز پر غور کیا جائے تو جواب آتا ہے کہ یہ سب چیزیں حضرت انسان کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ مختلف کیفیتوں اور حالتوں سے بدلتی ہوئی یہ چیزیں بالواسطہ یا بلا واسطہ انسان ہی کے لئے مسخر کی گئی ہیں اور یہ کارخانۂ قدرت ازل سے چلا آرہا ہے اور ابد تک انسان کو نفع ہی دیتا رہے گا۔ غرض اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کو انسان کے لئے قربان کر دیا ہے، تو اب سوال یہ ہے کہ کیا انسان بھی اپنے پیدا کرنے والے رب کے لئے کوئی قربانی دے سکتا ہے؟ اسی کو قرآن مجید بڑے پیارے انداز میں مخاطب ہو کر انسان سے یہ سوال کرتا ہے کہ:

''یَا أَیُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّکَ بِرَبِّکَ الْکَرِیْمِ الَّذِیْ خَلَقَکَ فَسَوّٰکَ فَعَدَلَکَ فِیْ أَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَاءَ رَکَّبَکَ''۔ (الانفطار:۶،۷،۸)

ترجمہ: ''اے انسان! تجھے کس چیز نے دھوکے میں ڈالا؟ اس رب کریم کے بارے میں جس نے تمہیں پیدا کیا اور ایک اچھی شکل وصورت میں ڈھال دیا''۔

انسان کو چاہئے کہ وہ غور وفکر کرے کہ میرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیسا تعلق ہے؟ جو رب مجھے ہر وقت رزق عطا کرتا ہے، جو میری ضروریات کا کفیل ہے، جو زمین وآسمان، دن رات، سورج وچاند کے نظاموں کو میرے لئے مسخر کرتا ہے، اس رب کے ساتھ میں نے کتنی وفاداری دکھائی ہے؟

ہمیں اپنا احتساب کرنا چاہئے، اپنے اپنے گریبانوں میں جھانکنا چاہئے، دل کی حالت کو سامنے رکھنا چاہئے۔ دلی کیفیات کے جانچنے کو صوفیا کی اصطلاح میں مراقبہ کہتے ہیں اور یہی مراقبہ انسان کو توبہ سکھاتا ہے۔ اور توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا رہتا ہے، چنانچہ قرآن مجید میں بار بار توبہ کی ترغیب دی گئی ہے اور فرمایا گیا:

”یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا تُوْبُوْا إِلَی اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحاً عَسٰی رَبُّکُمْ أَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ سَیِّئَاتِکُمْ وَیُدْخِلَکُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ“۔ (التحریم:۸)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! آجاؤ توبہ کی طرف اور سچے صاف دل سے توبہ کرلو، امید ہے تمہارا رب تمہارے گناہوں کو مٹا کر تمہیں بہتی نہروں والی جنت میں داخل کرے گا“۔

اس رحیم رب سے مانگو تو سہی، پھر دیکھو وہ کیسے عطا کرتا ہے! یہ وہ بادشاہ ہے جو مانگنے والے سے خوش اور نہ مانگنے والے سے ناراض ہوتا ہے۔ تاریخ میں ذرا اس واقعہ کو بھی پڑھیے کہ جب حضرت حسن بصریؒ کے زمانہ کا ایک نوجوان اپنے باپ کی چھوڑی ہوئی بہت بڑی دولت میں نازاں ہوکر شراب و کباب کی مستی میں مبتلا اپنے وقت کا بہت بڑا زانی اور چور تھا۔ اس کی عیاشی، مستی، ظلم و بربریت، شہوت پرستی، چوری اور ڈاکہ کے قصّے زبان زدِ عام تھے۔ مگر اس کی ماں ایک بہت ہی نیک اللہ والی خاتون تھیں، وہ ہر وقت اپنے اس بیٹے کو سمجھاتی تھیں کہ بیٹا! ان گناہوں کی لت میں مت پڑو، بیٹا! زنا چھوڑ دو، بیٹا! شراب نہ پیو، بیٹا! توبہ کرلو، نیکی کی طرف آجاؤ اور میرے ساتھ چلو، ہم حضرت حسن بصریؒ کے پاس جاکر تمہاری توبہ کروالیں۔ وہ نیک بوڑھی اماں بہت منتیں سماجتیں کرتی رہیں، مگر وہ بیٹا باز نہ آیا۔ زمانہ گزرتا رہا، آخر کار بیٹا ایک انوکھے مرض میں مبتلا ہوگیا اور موت وحیات کی کشمکش میں آگیا، جب اُسے اپنی موت سامنے نظر آنے لگی اور جانے کا وقت یقینی طور پر قریب آگیا، اب اُسے احساس ہوا اور ندامت ہوئی، اب چارپائی پر لیٹا ہوا ہے، چل پھر نہیں سکتا، زندگی کی آخری ساعتوں میں پکارتا ہے: اے ماں! تو ساری زندگی حسن بصریؒ کا نام لیتی تھی، میں اب چل نہیں سکتا، خدارا! آپ چلی جائیں اور حضرت حسن بصری کو ادب کے ساتھ عرض کردیں کہ میں اب چل نہیں سکتا، میں آخری وقت میں ہوں، تھوڑا سا وقت نکال کر ہمارے گھر تشریف لے آئیں اور میری توبہ کروادیں، مجھے تو توبہ کا طریقہ بھی نہیں آتا۔ یہ بوڑھی ماں کانپتے جسم کے ساتھ حضرت حسن بصریؒ کے دربار میں پہنچی اور یہ درخواست پیش کی۔ حضرت حسن بصریؒ نہایت شفیق، محبت اور درددل رکھنے والے بزرگ تھے، مگر اس وقت انہوں نے اپنا درس پڑھانے کے عذر کی وجہ سے اس نوجوان کے پاس آنے سے انکار کردیا۔ ماں روتی دھوتی واپس آگئی اور کہا: اے بیٹے! تو بہت بدنصیب اور بدبخت ہے، حسن بصری جیسا بزرگ اور ولی بھی اب تیرے پاس آنے کو تیار نہیں۔ نوجوان یہ سن کر بے انتہا رو پڑا اور پھر اپنی بوڑھی ماں کو مخاطب ہوکر کہا کہ قبل اس کے کہ میری روح قبض ہوجائے، میری دو وصیتیں سن لو اور قسم دیتا ہوں کہ اس وصیت پر عمل کروگی:

پہلی وصیت: یہ ہے کہ جب میری روح پرواز کرجائے تو اپنے دوپٹہ سے میری گردن پر پھندا لگا دینا اور پھر اس پھندے سے میری لاش کو محلہ کی گلی کوچوں میں گھسیٹنا، تاکہ میرے ساتھ چوری، زنا اور ڈاکہ میں شریک دوستوں کو میرے انجام کا پتہ چل جائے اور میری ذلت کا یہ منظر ان کے سامنے آجائے،

شاید میری لاش کے ساتھ ایسے عبرت ناک سلوک کو دیکھ کر کسی کو توبہ کی توفیق ہو جائے۔

دوسری وصیت: یہ ہے کہ میرے انتقال کے بعد میری قبر مسلمانوں کے قبرستان میں نہ بنانا، میں اللہ کی نظر میں بہت بدترین آدمی ہوں اور اللہ کا غضب مجھ پر شدید ہوگا۔ میں چاہتا ہوں اس غضب کی وجہ سے میرے اوپر اترنے والا عذاب میرے اوپر ہی رہے، کہیں ایسا نہ ہو میری وجہ سے میرے پڑوسی قبر والوں کو بھی تکلیف پہنچے۔

ان دو وصیتوں کے بعد اس نوجوان نے دھاڑیں مارتے ہوئے نظریں آسمان کی طرف کیں اور ہاتھ اُٹھائے معافیاں مانگتا رہا اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکل کر اُس کی گال پر ٹپک رہے تھے، ابھی ہاتھ اُٹھائے ہی ہوئے تھے کہ اس کی روح پرواز کر گئی۔ یوں یہ نوجوان اس دنیا سے کوچ کر گیا۔ اس کی موت کے بعد اس کی ماں دوبارہ حضرت حسن بصریؒ کے دربار میں گئی اور عرض کیا کہ: حضرت! جس بیٹے کے لئے میں آپ کے پاس آئی تھی، اب وہ جا چکا ہے، اس کا انتقال ہو گیا ہے، اب تو آپ آجایئے، میرے بیٹے کا جنازہ پڑھا دیجئے، شاید آپ کے جنازہ پڑھانے کی وجہ سے اللہ کو رحم آجائے اور میرے اس بدنصیب بیٹے کی بخشش ہو جائے۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ اُس وقت حضرت حسن بصریؒ کی شخصیت پر جلالی کیفیت طاری تھی۔ یہ بوڑھی ماں حضرت حسن بصریؒ کی منتیں کر رہی تھی، مگر پھر بھی حضرت حسن بصریؒ آنے کو تیار نہیں، چنانچہ بوڑھی اماں دوبارہ واپس آگئی اور بیٹے کی لاش پر کفن ڈالے رو رہی تھی کہ اچانک دروازہ پر دستک ہوئی، دروازہ کھلتا ہے، حضرت حسن بصریؒ گھر میں داخل ہوتے ہیں اور پوچھتے ہیں: کہاں ہے تمہارا بیٹا؟ کہاں ہے وہ ولی؟ کہاں ہے وہ بزرگ؟ اور پھر فرمایا کہ جب تم ابھی ملنے آئی تھی، میں نے آنے سے انکار کیا، اسی وقت میں کچھ دیر کے لئے لیٹا اور خواب دیکھا کہ اللہ کی طرف سے پکار آرہی ہے: ''اے حسن! تم میرے کیسے دوست ہو؟ تم نے میرے ولی کا جنازہ پڑھانے سے انکار کیا ہے؟ وہ تو میرا دوست ہے، سن اے حسن! اس کو میں نے بخش دیا، اس کی مغفرت ہو چکی ہے۔''

حضرت حسن بصریؒ آگے بڑھے، خود اپنے ہاتھ سے غسل دیا، اپنے ہاتھ سے کفن دیا اور اپنے ہاتھوں سے تدفین کی۔

تاریخ میں فضیل بن عیاضؒ کے واقعہ کو بھی پڑھئے! یہ اپنے وقت کے بہت بڑے ڈاکو تھے اور ان کے بارے میں یہ بات مشہور تھی کہ مائیں اپنے بچوں کو فضیل کے نام سے ڈرایا کرتی تھیں کہ سو جاؤ، ورنہ فضیل آجائے گا۔ قصوں اور کہانیوں میں انہیں ایک خطرناک اور پراسرار شئے سمجھا جاتا تھا۔ اپنی عادت کے مطابق ایک دن کسی گھر ڈاکہ مارنے پہنچے، رات کا آخری حصہ تھا، گھر میں ایک اللہ کا بندہ قرآن پاک کی تلاوت کر رہا تھا:

”أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِيْنَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ“. (الحدید:۱۶)

ترجمہ: ”کیا ایمان والوں کے لئے ابھی بھی وہ وقت نہیں آپہنچا کہ ان کے دل اللہ کے خوف سے ڈر جائیں اور جو حق نازل ہوا ہے اس کے آگے سر تسلیم خم کردیں؟“۔

کان میں اس آیت کا پڑنا ہی تھا، بس اسی لمحہ دل کی کایا پلٹی، ڈاکہ چھوڑا اور زوردار آواز سے کہا: ”بلی یا رب ! قد آن “ترجمہ: ”ہاں اے میرے رب! اب وہ وقت آہی گیا ہے“۔

اُسی وقت سچی توبہ کی اور پھر یہی فضیلؒ آہستہ آہستہ تقویٰ میں آگے بڑھتے رہے اور بہت بڑے ولی بن کر دنیا کے سامنے آئے۔ آج اولیاء کرام کی فہرست میں ایک بہت بڑا مقام اور مرتبہ حضرت فضیل بن عیاضؒ کا ہے۔ خدا ان کی قبر پر لازوال رحمتیں نازل فرمائے۔ تاریخ میں ایسے توبہ کرنے والوں کے قصے کثرت کے ساتھ مذکور ہیں۔

نبی اکرم ﷺ اکثر نوجوانوں کے گروہوں کو مخاطب ہو کر انہیں توبہ کی ہدایت فرمایا کرتے تھے۔ اور وہ حدیث مشہور ہے:

”التائب من الذنب كمن لا ذنب له“. (ابن ماجہ)

ترجمہ: ”گناہوں سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں“۔

اور جوانی کی توبہ اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ علامہ رومیؒ فرماتے ہیں کہ توبہ جوانی کی عمر میں کر لیجئے، بڑھاپے کی عمر میں توبہ کرنا کمال نہیں ہے، علامہ رومیؒ اپنے شعر میں عجیب تشبیہ پیش کرتے ہیں:

وقت پیری گرگ ظالم می شود پرہیزگار
در جوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبریست

یعنی ”بڑھاپے میں تو ظالم بھیڑیا بھی متقی اور پرہیزگار بن جاتا ہے، جوانی میں توبہ کرو، کیونکہ جوانی میں توبہ کرنا پیغمبروں کا شیوہ ہے“۔

انسان سے گناہ ممکن ہے، گناہ کے داعیے بھی پیدا ہوتے رہتے ہیں، لیکن ان گناہوں کے سامنے ڈٹ جانے اور اپنے رب سے معافی مانگنے والے کو حدیث میں بہترین مؤمن قرار دیا گیا ہے۔

آیئے! عزم کیجئے! اپنے آپ کو گناہوں سے بچائیں گے، اپنے رب سے وفاداری کرتے ہوئے اور سچے دل سے توبہ کرکے اپنے ایمان کو مضبوط اور کامل بنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

☆☆☆